@ Apar7-Tu

Caps- VI

مقدمہ شعر و شاعری

(مولانا الطاف حسین حالی)

[illegible]

سوال نمبر ۱: شعر کے لیے کیا کیا شرطیں ضروری ہیں؟ مقدمہ شعر و شاعری کی روشنی میں واضح کریں۔

جواب: حالی کے مطابق شاعری کی اساس قوت متخیلہ پر ہے۔ یہ قوت جس قدر اعلیٰ ہوگی شاعری اسی اعتبار سے اعلیٰ درجہ کی ہوگی۔ قوت متخیلہ کے مطابق شاعرانہ فکر کا اظہار فطری ہوتا ہے۔ یہ اکتساب سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی قوت کے تحت شاعر کی پرواز زمان و مکان سے آزاد ہوتی ہے۔ اس کی عقوبی نگاہ دور رس نتائج اخذ کر لیتی ہے۔ قوت متخیلہ کے تحت معلومات کا وہ ذخیرہ جو تجربات اور مشاہدات کے ذریعے ذہن میں اکٹھا ہوتا ہے ان جذبات کو متاثر کن بنا کر شاعر پیش کرتا ہے۔ اس جوش کا اثر اصلیت اور خوش بیانی اور سادگی کی خوبی بھی ہوتی ہے۔ غالب کا ایک شعر مشہور ہے کہ

اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا
جام جم سے یہ مرا جام سفال اچھا ہے

قوت متخیلہ کی بہترین مثال ہے۔ شاعر جام جمشید کے مقابلہ میں جام سفال کو اچھا خیال کرتا ہے کیونکہ یہ سستا اور سہل الحصول ہے۔ قوت متخیلہ کے بعد شاعری میں کمال حاصل کرنے کی دوسری شرط کائنات انسانی کا مطالعہ و مشاہدہ ہے۔ کائنات اور حیات انسانی سے متعلق خیالات اور مسائل کے بارے میں اہم اور بلیغ نکات و افکار اشعار میں ہوں۔ جو تاثر یا ذہنی نقش یا خیال شعر میں ادا کیا جائے اس میں اصلیت اور سچائی ہو۔ زبان سادہ، سہل اور عام فہم ہو، سپاٹ اور بے کیف نہ ہو بلکہ گھلاوٹ، گداز، ایک سنجیدہ اور متین میلان ہو۔

شعر کی نہایت ضروری شرط الفاظ کی ترکیب اور حسن انتخاب ہے۔ شعر کی ترتیب کے وقت مناسب الفاظ سے کام لینا ضروری ہوتا ہے۔ شعر میں وہ حسن بیان ہو جس کے ذریعہ خیال کی تصویر ہو بہو مجسم آنکھوں کے سامنے آ جائے۔ شعر کے ہر ایک لفظ کی اپنی قدر و قیمت ہوتی ہے۔

حالی کے قول میں یہ بات ہے کہ شعر کے الفاظ سادہ، پر جوش اور اصلیت پر مبنی ہوں۔ یہ قول ملٹن کے افکار کا ترجمان ہے۔ لیکن اصلیت کے اعتبار سے شاعری کے اندر کچھ ایسے نمونے ملتے ہیں جن میں نقص پایا جاتا ہے پھر بھی شعر اہمیت کے اعلیٰ معیار کے مطابق ہیں۔ میر کا شعر ہے

فرصت بود و باش یاں کم ہے
کار جو کچھ کرو شتاب کرو

کہا میں نے کتنا ہے گل کا ثبات
کلی نے یہ سن کر تبسم کیا

"فرصت بود و باش کم ہے" یہ بات نفس الامر پر مبنی ہے اور اس میں سچائی ہے۔ لیکن دوسرے شعر میں "کلی نے یہ سن کر تبسم کیا" اس موقع میں جو نکتہ ہے وہ نفس الامر پر مبنی نہیں ہے۔ اس شعر میں اصلیت نہیں ہے کیونکہ کلی کھلتی ہے تبسم نہیں کرتی ہے پھر بھی شعریت کے لحاظ سے بلند رتبہ ہے۔

عام طور پر یہ بات مشہور ہے کہ جو شعر شاعر کی زبان سے بے ساختہ ٹپک پڑے وہ اس شعر سے زیادہ بہتر اور تازہ ہوتا ہے جو بہت دیر میں غور و فکر کے بعد مرتب کیا گیا ہو۔ پہلی قسم کی شاعری کو آمد اور دوسری قسم کی شاعری کو آورد کہا جاتا ہے۔

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو شیرہ انگور سے خود بخود ٹپکتا ہے وہ اس شیرہ سے زیادہ لطیف اور بامزہ ہوتا ہے جو انگور سے نچوڑ کر نکالا جائے۔ مگر یہ دلیل قابل تسلیم نہیں ہے۔ کیونکہ جو شیرہ انگور سے خود بخود اس کے پک جانے کے بعد ٹپکتا ہے وہ یقیناً اس شیرہ کی نسبت بہت دیر میں تیار ہوتا ہے جو کچے انگور سے نچوڑ کر نکالا جائے۔ مختصر حالی کے ہاں وہی شعر زیادہ مقبول، لطیف، بامزہ، سنجیدہ اور موثر ہوتا ہے جو کمال غور و فکر کے بعد مرتب کیا گیا ہو۔ ممکن ہے کہ شاعر کسی وقت پاکیزہ خیالات جو اس کے حافظہ میں پہلے سے ترتیب وار موجود ہوں مناسب الفاظ میں فی الفور ادا کر دے۔ لیکن اول تو ایسے اتفاقات شاذ و نادر ہی ظہور میں آتے ہیں۔ دوسرے ان خیالات کو جو انگور کے شیرہ کی طرح اس کے ذہن میں پک رہے تھے کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ وہ بغیر غور و فکر کے سرانجام ہو گئے۔ شعر میں دو چیزیں ہوتی ہیں ایک خیال اور دوسرے الفاظ۔ دونوں کی ترتیب سے اشعار بنتے ہیں۔

مقدمہ شعر و شاعری

(مولانا الطاف حسین حالی)

سوال نمبر ۲ مقدمہ شعر و شاعری کے حوالے سے واضح کریں کہ شاعری کا اثر سوسائٹی پر نہیں پڑتا ہے بلکہ شاعری سوسائٹی کی حالت کا آئینہ بن جاتی ہے؟

جواب: شاعری کے متعلق خواجہ الطاف حسین حالی کی تحقیق یہ ہے کہ زمانہ حال کے اکثر مفکرین کی یہ رائے ہے کہ سویلائزیشن کا اثر شعر پر برا ہوتا ہے۔ جس قدر علم کا پھیلاؤ زیادہ ہوگا اس قدر وہ تخیل جس پر شاعری کی بنیاد قائم ہے اس میں کمی واقع ہوتی ہے۔ کیونکہ عادت جو ترقی علم کے ساتھ چلتی ہے وہ شعر کے حق میں سم قاتل ہے۔ یہ بات کہی جاتی ہے جب تک سوسائٹی نیم شائستہ اور اس علم اور واقفیت سے محروم رہتی ہے اس وقت تک زندگی خود ایک کہانی معلوم ہوتی ہے۔ شاعری کی بنیاد جن چیزوں پر ہے وہ ناشائستگی کے زمانے میں زیادہ ہوتی ہیں لیکن جب شائستگی زیادہ پھیلتی ہے تو یہ چشمے بند ہو جاتے ہیں۔

مذکورہ بیان کو بغیر سوچے سمجھے قبول کرنا درست نہیں ہے شاعری شائستگی میں قائم رہ سکتی ہے۔ کیونکہ سوسائٹی کے ترقی کرنے سے تخیل کی قوت ضعیف نہیں ہوتی ہے بلکہ فکر کا رشتہ اور مضبوط ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ سائنس اور مکینکس جو نئے خیالات کو مردہ کرتے رہتے ہیں لیکن انہیں کی بدولت شاعر کے لیے نئی نئی تشبیہات اور تمثیلات کا لازوال ذخیرہ جو پہلے موجود تھا وہ اب مہیا ہو گیا ہے اور ہوتا جاتا ہے۔ اس لیے یہ بات قابل تسلیم نہیں کہ سوسائٹی کے ترقی کرنے سے تخیل کی طاقت ضعیف ہو جاتی ہے بلکہ علم و فن کی ترقی کے ساتھ شاعری میں بھی ترقی ہوتی ہے۔

شعر کے اثر سے نفسیاتی جذبات میں اشتعال پیدا ہوتی ہے۔ انسان کی روحانی خوشیاں بھی زندہ ہوتی ہیں اور پاک خوشیوں کو اخلاق تحریک ملتی ہے۔ اگرچہ براہ راست شاعری سے علم و اخلاق کی طرح تلقین اور تربیت نہیں ہوتی ہے لیکن جذبات میں پاکیزگی آتی ہے اسی بنا پر صوفیائے کرام کے ایک جلیل القدر سلسلے میں سماع کو جس کا تعلق شعر سے ہے وسیلہ قرب الٰہی اور باعث تزکیہ نفس قرار دیا گیا ہے۔ مشہور شاعر ولیم شیکسپیئر کا قول ہے کہ "شاعر عقل دنیوی میں انہماک کے سبب جو قومیں سو جاتی ہیں شعر ان کو جگاتا ہے"۔

شاعری کے اندر وہ قوت تحریک ہوتی ہے جو دل کی افسردگی کو ختم کر دیتی ہے۔ دل کو جلا دے اور ترو تازہ کرنے کی خاصیت خدا نے شعر میں ودیعت کی ہے۔ وہ ہم کو محسوسات کے دائرہ سے نکال کر گزشتہ اور آئندہ حالتوں کو ہماری موجودہ حالت پر غالب کر دیتا ہے۔ شعر کا اثر زیادہ تر ذہن اور ادراک کے ذریعہ سے اخلاق پر ہوتا ہے۔

شاعری سوسائٹی سے خارج کوئی علم نہیں ہے بلکہ شاعری کا رشتہ سوسائٹی کے ساتھ بہت بنیادی ہے۔ جس قدر سوسائٹی کے خیالات اس کی رائیں اس کی عادتیں اس کی رغبتیں اور میلانات تبدیل ہوتے ہیں اسی قدر شعر کی حالت بدلتی رہتی ہے۔ یہ تبدیلی بالکل غیر محسوس طور پر ہوتی ہے۔ کیونکہ سوسائٹی کی حالت کو دیکھ کر شاعر خود اپنا رنگ نہیں بدلتا ہے بلکہ سوسائٹی کے ساتھ ساتھ وہ خود بدلتا جاتا ہے۔ شاعری اور سوسائٹی کا رشتہ بہت اہم ہے۔ ایک صحت مند شاعری سوسائٹی پر اچھے اثرات مرتب کرتی ہے لیکن جب شاعری بگڑ جاتی ہے تو اس کی زہریلی ہوا سوسائٹی کو بہت نقصان پہنچاتی ہے۔ جب جھوٹی شاعری کا رواج سوسائٹی میں ہوتا ہے تو جھوٹ اور مبالغہ سے نہ صرف کان مانوس نہیں ہوتے ہیں بلکہ جھوٹ اور مبالغہ آرائی کی عادت پروان چڑھنے لگتی ہے۔ ایسی شاعری سوسائٹی کے لیے زہر ہے۔ کیونکہ جھوٹ کے اثرات سے قومی اخلاق مردہ ہونے لگتا ہے۔

ایک بری شاعری سے لٹریچر اور زبان کو عظیم صدمہ پہنچتا ہے۔ زبان میں کثرت سے نامہذب اور فحش الفاظ داخل ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ لغت میں وہی الفاظ مستند اور ٹکسالی سمجھے جاتے ہیں جن کی توثیق و تصدیق شعراء کے کلام سے کی جاتی ہو۔ پس جو شخص کسی زبان کی ڈکشنری لکھنے بیٹھتا ہے۔ اس کو سب سے پہلے شعراء کے دیوان

CBA Vimal

Paper

مقدمہ شعر و شاعری

(مولانا الطاف حسین حالی)

ہونے پڑتے ہیں۔ جو شخص شاعری جذبات میں محدود ہو جاتی ہے تو اس کا معیار محض قوم کی تقلید پر آ جاتا ہے۔ اس طرح زبان محدود ہو جاتی ہے۔ شاعری اور سوسائٹی ایک دوسرے کا عکس ہیں۔ شاعری کے اثرات سوسائٹی کو بنانے اور سنوارنے کے لئے بھی ہوتا ہے اور سوسائٹی کے اثرات سے شاعری بھی متاثر ہوتی ہے۔

سوال نمبر ۳: نیچرل شاعری سے کیا مراد ہے؟ مقدمہ شعر و شاعری کی روشنی میں تبصرہ کریں:

جواب: عام طور پر نیچرل شاعری اس کو کہتے ہیں جو نیچر کے متعلق ہو۔ جس میں نیچر کے داخلی و خارجی خیالات بیان کئے گئے ہوں۔ بعض لوگ اس شاعری کو بھی نیچرل کہتے ہیں جس میں قوموں کے عروج و زوال کے اسباب و عوامل پر روشنی ڈالی گئی ہو۔ مگر نیچرل شاعری سے یہ دونوں غیر متعلق خیالات ہیں۔ دراصل نیچرل شاعری وہ ہے جس کے الفاظ اور معانی دونوں حیثیت سے نیچر (عادات و عادت) کی ترجمانی ہوتی ہے۔ نیچر کے موافق شاعری میں زبان و بیان سادہ اور سلیس ہوتی ہے۔ معنی کے اعتبار سے نیچرل شاعری میں وہ جذبات داخل ہوتے ہیں جو ہمیشہ دنیا میں واقع ہوا کرتی ہے یا ہونی چاہئے۔

کوئی رکھ کے زیر زنخداں چھڑی — ابھی نرگس آسا کوئی کی کوڑی
وہی کوئی انگلی کو دانتوں میں داب — کسی نے کہا کہ ہوا ہے خراب

یہ دونوں شعر نیچرل میں کیوں کہ بیان بھی بول چال کے موافق ہے اور مضمون بھی ایسا ہے کہ جس موقع پر وہ لایا گیا ہے وہ ہمیشہ ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔

مثلاً ذوق کا یہ شعر

رہتا ہے اپنا عشق میں یوں دل سے مشورہ — جس طرح آشنا سے کرے آشنا صلاح

یہ شعر نیچرل اس لئے ہے کہ عشق میں آزمائش کے وقت دل سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے۔ دل کے جھکاؤ اور فیصلے کے مطابق اقدام ہوتا ہے۔

ہر زبان میں نیچرل شاعری پائی جاتی ہے۔ شاعر اپنے کلام میں نیچر کے حالات و واقعات کی خوشنمائی اور دلربائی کو قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ ابتدائی زمانہ کی غزلوں میں عشق و محبت کے جو بیانات موجود ہیں اس میں حسن و جمال نگاہ و ناز کے لئے جو مجاز اور استعارہ موجود ہے۔ اس میں بھی نیچرل جذبات کی جھلک ملتی ہے۔

نگاہ و ابرو، غمزہ ناز کو مجازاً تیغ و شمشیر سے تعبیر کیا گیا ہے لیکن جو لطیف اشارہ قدیم شاعری میں لذت بیان کی چیز تھی۔ جدید شاعروں نے اس کی اصل قدروں کو بدل ڈالا۔ شمشیر اور تیغ کے مجازی معنی کو اس کی اصلی معنی میں استعمال کرنے لگا۔ جس کے نتیجے میں شمشیر کے بیان کے ساتھ خون کی روانی اس کی تیز دھار، قتل کی واردات اور قصاص وغیرہ کے مضامین بیان ہونے لگا۔

اس طرح قدیم شاعری میں عشق الٰہی کے لئے مجازاً شراب کا لفظ استعمال ہوتا تھا۔ اسی مناسبت سے جام، صراحی، ساقی، مے فروش جیسے الفاظ استعمال ہوتے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ شراب اور

BAUR07 - III
Paper - VI

CLASSMATE 4

مقدمہ شعر و شاعری

(مولانا الطاف حسین حالی)

اس کے ساتھ الفاظ اصل معنی میں استعمال ہوں گے۔ اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ قدیم شاعروں نے جو مجازی الفاظ کا استعمال کیا تھا وہ نیچرل شاعری کا خلاف ہے۔ جدید شاعروں نے الفاظ و معنی میں مطابقت قائم کر کے نیچرل شاعری کی بنیاد ڈالی ہے یہ باتیں درست نہیں ہیں۔ لفظ و معنی در اصل جسم اور روح کی چیز ہے۔

شاعر جب الفاظ و معنی کے تناسب تراکیب سے اپنے کلام کو ترتیب دیتا ہے تو بھی بعض اوقات لفظ سخت غیر مانوس اور مفہوم واضح نہیں ہونے کی صورت میں شعر کو ناقص اور غیر فطری قرار دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ غالب کی شروع کی شاعری کا ناقابل فہم سمجھی جاتی تھی۔ جس کے اعتراض پر غالب کا یہ دعویٰ تھا کہ

گنجینۂ معنی کا طلسم اس کو سمجھئے
جو لفظ کہ غالب مرے اشعار میں آئے

اور غالب کا یہ کہنا کہ شعر

نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا
گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی نہ سہی

لیکن شاعری محض آمد کا نام نہیں ہے بلکہ آورد بھی شاعری کی اصل جان ہے۔ روس کے مشہور شاعر ورجل کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ صبح اپنے اشعار کو لکھ لیتا تھا اور دن بھر اس پر غور کرتا تھا۔ جہاں جہاں مناسب الفاظ و معنی پاتا تھا اس کی اصلاح کر دیتا تھا۔ اور یہ کہا کرتا تھا کہ "ریچھنی بھی اسی طرح اپنے بدصورت بچوں کو چاٹ چاٹ کر خوبصورت بناتی ہے۔" یعنی نیچرل شاعری میں الفاظ و معنی سے وہ کام لیا جاتا ہے جو حقیقی مواد سے قریب تر جذبات کو اظہار کرنے کا ذریعہ ہو۔ عظیم شاعروں کے ذاتی تذکرہ نگاری کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کلام میں ہم بے ساختگی اور آمد پاتے ہیں ان مسودوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک شعر درست کرنے کے لئے کئی کئی دفعہ کاٹ کر چھانٹ کیا گیا ہے۔ خود ملٹن کے بیان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نہایت سخت محنت اور جانفشانی کے بعد نظم کی ایک لائن کو موزوں کیا جاتا ہے۔

ایک شاعر کی جانفشانی کا ذکر فارسی کے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے شعر

ہر اسم باید لفظ شبے بروز آرد
کہ مرغ و ماہی باشند خفتہ او بیدار

الغرض نیچرل شاعری کی دل پذیر اور انتہائی عمدہ اشعار جس میں بے ساختگی اور آمد معلوم ہوتی ہے وہ انتہائی سخت ریاض اور غور و فکر کے نتیجہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

ابن رشیق نے اپنی کتاب عمدہ میں لکھتے ہیں کہ جب شعر مکمل ہو جائے تو اس پر بار بار نظر ڈالی جائے اور جہاں تک ہو سکے اس میں خوب تنقیح و تہذیب کی جائے تاکہ حسن و بلاغت میں کسی طرح کی کمی واقع نہ ہو۔ اس طرح حالی نے نیچرل شاعری میں لفظ و معنی کے حسن پر زور دینے کی غرض سے نظر ثانی کی تاکید کی ہے تاکہ آمد سمجھ کر شعر کو پہلے ہی دفعہ نہ چھوڑ دیا جائے۔